Open Access
Al Khadim Research Journal
Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u19-v2.2(21)300-317
http://arjicc.com/index.php/arjicc

اسلامی نظریہ مساوات کی وسعت اوراس کے عملی مظاہر: تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Expention and Practical Excuation of Islamic Egalitrainism: Research based Analytical Study

Amin ullaha Qazi*
Dr. Abdul Ghaffar**
Dr. Hafiz Abdul Majeed***

Abstract:
Islam has Endosrsed Egalitrainism elevated to zenith as no religion does have the example of it. Allah has inculcated the lesson of human equality in the holy Quran and Prophet Muhammad (SAW) has practically presented the equality in his society. That's the reason man has been created from Adam (AS) to found the equality.The major elemant of Islamic Egalitarainism is that all the humans despite their standards,faculities and superiority are equal. No man can never deny the stages of his creation. Similarly, the phases from birth to death are equal for human. Islam is the preacher of oneness of human being. It does not favour the segregation of the humans. It does not accept their ascendancy or disgrace on the basis of their particular colour,creed, homeland and language. Islam constitutes such a society on the basis of human equality, that the people of different religions, separate colour and creed, language and classes live with one another happily. The practical execution of Islamic Egalitarionism is a trouch bearer for the establishment of social peace of the world. whether they are social laws or political and economics reforms; the law of religious courtesy or the ethical principles;decisive decisions or implementation of justice for all;eradication of ethnic discrimination;even deminishing the inequality among the human rights or the solution of gender equality conclusively, Islam gives guidance to every class of the world without any discrimination. The practical exhibition of Islamic Egalitrainism is very obvious from the holy Quran, Hadith and the practical lives of Sahaba(RA) (companion of Muhammad (SAW)).
Keywords: Egalitrainism, discrimination, segregation, Practical Excuation.

موضوع کاتعارف

اسلام نے اپنے نظریہ مساوات کوانتہائی مفہوم کے ساتھ پیش کیا،اسکی وسعت کااندازہ اس بات سے لگایاجاسکتاہے کہ اسلام کے مقابلے میں کسی مذہب نے اس نظریہ کواتنی وسعت نہیں دی جتنی اسلام نے دی ہے۔اسلام نے زندگی کے ہر پہلو سے مساوات کو مدنظر رکھااورانسان کوانسانیت کے عروج تک پہنچایا۔یہ حقیقت ہے کہ انسان کوانسان سے ملانے اوران کو برابر کرنے کاکام صرف اسلام نے ہی کیاہے۔اسی لئے اس نظریہ مساوات کی وسعت میں سب سے اہم عنصر یہ ہے کہ تمام انسان اپنے معیارات اور برتری کے باوجود برابر ہیں کیونکہ کوئی انسان

* Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D.I.Khan.
Email: aminullah456@gmail.com https://orcid.org/0000-0003-2366-3141
** Associate Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: abdulghaffar@iub.edu.pk https://orcid.org/0000-0001-8986-0266
*** Assistant Professor, Chairman Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D.I.Khan.
Email: drhafizabdulmajed@gmail.com https://orcid.org/0000-0002-4235-0055

اپنی تخلیقی مراحل کا منکر نہیں ہو سکتا اور اسی طرح پیدائش سے لیکر موت تک کے مراحل بھی انسان کے سامنے ہیں جس سے اس کا فرار ممکن نہیں اسی لئے اس نظریہ کے تحت سب انسان برابر ہیں۔ اسلام مکمل دستور حیات ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سب کو انسانی مساوات کا درس دیا اور انسانی غرور و تکبر کا خاتمہ فرما کر کامیابی کا معیار صرف تقویٰ پر رکھا کہ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی کسی عربی کو کسی عجمی پر یا کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی برتری نہیں ہے، مگر تقویٰ و پرہیز گاری کے ذریعہ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ان أكرمكم عند الله أتقاكم ﴾[1]

"اللہ کے نزدیک تم سب میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔"

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے: الناس كلهم بنو آدم ، وآدم خلق من تراب[2]

"تمام انسان حضرت آدم کے بیٹے ہیں اور آدم کو مٹی سے تخلیق کیا گیا۔"

1 اسلامی نظریہ مساوات کی وسعت

اسلام کے نظریہ مساوات کی وسعت کا اندازہ درج ذیل عناوین کے تحت لگایا جا سکتا ہے:

1.1 تخلیق انسانیت میں مساوات

اسلامی نظریہ مساوات میں وسعت کا معیار وحدت کے زمرے میں آتا ہے اور یہ وحدت انسان کی تخلیق سے لے کر موت تک کے تمام مراحل میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو حضرت آدمؑ اور اماں حوا سے آباد کر کے ان کی نسل کو پوری دنیا میں ہر جگہ آباد کیا۔ ان میں تعارف و تعاون اور قرابت کے لحاظ سے تمام انسانوں کو خاندان اور قبیلوں میں تقسیم کیا، مختلف خطوں کے افراد و اشخاص کے رنگ و روپ میں فرق رکھا، اس لیے کہ ان سب کی حقیقت نسل و تولید کے اعتبار سے اس باپ سے ہے جو مٹی سے بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مٹی کو الگ الگ رنگ و خاصیت کا بنایا ہے، اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يا أيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها ﴾[3]

"اے لوگو! تم اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حوا) کو پیدا کیا۔"

اسی تخلیق کا مقصد سورۃ الحجرات میں بھی آتا ہے اور اس آیت میں مساوات کی بین دلیل موجود ہے کہ کنبے قبیلے صرف شناخت پر مبنی ہیں آیت مبارکہ درج ذیل ہے:

﴿يا أيها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ﴾[4]

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں بنایا؛ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔

1.2 وحدت نسل انسانی

اسلام وحدت نسل انسانی کا داعی ہے۔ وہ انسانوں کی محدود تفریق کا قائل نہیں۔ ان کے درمیان مخصوص وجود (رنگ، نسل، وطن اور

زبان) کی بنا پر فضیلت و ذلت کو نہیں مانتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلامی وحدت و انسانی مساوات پر مبنی جو اسلامی معاشرہ تشکیل فرما کر دنیائے انسانیت کو اسلام کے دین فطرت ہونے کا اعلیٰ ترین نمونہ دکھایا تھا اس معاشرہ پر سید ابوالحسن علی ندویؒ اپنے خاص اسلوب میں روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے اس سطح سے کام شروع کیا جہاں حیوانیت کی انتہا اور انسانیت کی ابتداء ہوتی تھی اور اس اعلیٰ سطح تک پہنچا دیا جو انسانیت کی انتہائی منزل ہے اور جس کے بعد نبوت کے سوا کوئی اور درجہ نہیں اور جسے محمد رسول اللہ کے ذریعہ ختم کر دیا گیا۔ امت محمدیہ ﷺ کا ہر فرد اپنی ذات کے اعتبار سے ایک مستقل معجزہ تھا جو کہ دور نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا۔ دنیا کے اگر تمام ادیب جمع ہو کر انسانیت کا کوئی بلند ترین نمونہ پیش کرنے کی کوشش کریں تو ان کا تخیل اس بلندی تک نہیں پہنچ سکتا، جہاں واقعاتی زندگی میں وہ لوگ موجود تھے جو آغوش نبوت کے پروردہ اور تربیت یافتہ تھے اور جو درس گاہ محمدی ﷺ سے فارغ ہو کر نکلے تھے۔"[5]

رسول اللہ ﷺ نے امت کی وحدت کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

" إن المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا، وشبك أصابعه [6]۔"

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ اور اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

یہی وحدت مساوات انسانی کا اصول بنی اور اس سے طبقات انسانی کا خاتمہ ہوا۔

1.3 نسل انسانی کے خاتمے میں مساوات

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں ہر شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اس سے دوچار ہونا اور اس کا تلخ جام ہر کسی نے پینا ہے۔ یہ یقین ہر قسم کے شبہے سے بالاتر ہے کیونکہ جب سے دنیا قائم ہے کسی نفس و جان نے موت سے چھٹکارا نہیں پایا۔ انسان میں موت کے وقت اور انداز میں اختلاف ضرور ہے مگر موت کے آنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قرآن مجید میں انسانی زندگی کے خاتمے کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كل نفس ذائقة الموت﴾[7]

ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہی موت اور حیات کو پیدا کیا اور پیدا کرنے میں اللہ کی خالقیت میں وحدت پائی جاتی ہے اور یہی وحدت اصل میں مساوات کا درس دیتی ہے۔

1.4 قبر و برزخ میں مساوات

یہ دنیاوی زندگی ایک سفر ہے جو عالم بقا کی طرف رواں دواں ہے۔ انسان سے اس کے اعمال کی بابت اسی برزخی زندگی یعنی قبر میں پوچھا جائے گا اور اس زندگی میں سب انسان برابر ہیں۔ قبر و برزخ میں بھی وحدت کا اصول موجود ہے۔ مرنے کے بعد انسان کا قیامت تک کے لیے

مسکن قبر ہے اور برزخی زندگی میں قبر میں اس کے ساتھ کیا احوال پیش آتے ہیں۔ انسان کے اعمال کی جزاو سزا کا پہلا مقام قبر ہی ہے کہ جس میں وہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب دے کر اگلے مراحل سے گزرتا ہے۔ یہی مقام انسان کو اس کا مقام یاد دلاتا ہے۔ لہذا اسلام کے نظریہ مساوات کے تحت بحیثیت انسان مرنے کے اعتبار سے بھی برابر ہے اور مرنے کے بعد برزخی زندگی میں بھی برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسانی تخلیق اور پھر دوبارہ جی اٹھنے کو یقینی بتایا ہے۔ اسی آیت میں سب انسانوں کا اللہ کی طرف لوٹنا بغیر قید کے سب کے لئے برابر فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون﴾ [8]

بھلا کیا تم یہ سمجھتے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کر دیا، اور تمہیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟

قبر و برزخ زمان و مکان کی قید اور مذہبی اختلاف سے مبرا تمام انسانوں کے لیے برابر ہے اور یہی اصول کائنات میں مساوات کو قائم کرنے کی فکر پیدا کرتا ہے۔

1.6 فکری وحدت اور مساوات:

اسلام کا دعویٰ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے انسانوں کو جن اصولوں کی ضرورت تھی وہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خود مہیا کیے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا۔ جسے قرآن نے بڑے جامع الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

﴿کان الناس امة واحدة فبعث الله النبین مبشرین و منذرین﴾ [9]

سب انسان ایک ہی طریق کے تھے، پھر اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشخبریاں سناتے تھے اور ڈراتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرتا ہے کہ کوئی ماں بھی اتنی محبت نہیں کر سکتی۔ اس کی نظر میں اس کی مخلوقات برابر ہیں لہٰذا اس نے انھیں انسانیت کی بنیاد پر متحد ہونے کی دعوت بھی دی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ان ھٰذہ امتکم امة واحدة وانا ربکم فاعبدون﴾ [10]

لوگو یقین رکھو کہ یہ تمہارا دین ہے جو ایک ہی دین ہے، اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ لہذا تم میری عبادت کرو۔

قرآن مجید انسانی مساوات کی بنیاد پر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جس میں مختلف مذاہب، الگ الگ رنگ و نسل اور طبقے کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہ سکیں۔ اسی تعلیم کا اثر تھا کہ امیر المومنین عمر بن خطاب بھی سیاہ فام بلال حبشی کو سیدی کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے۔ جو ایک کمزور مسلمان ہونے کی وجہ سے اذیتیں برداشت کرنے پر مجبور ہوئے۔ مگر اسلام نے ان کو عزت دی اور آقا و غلام کا جو عقیدہ عرب میں رائج تھا اس کا خاتمہ کیا۔

1.7 عصبیت جاہلی کا خاتمہ اور مساوات

رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو مختلف خاندانوں میں تقسیم کرنے والے جاہلی تفاخر اور انساب پر غرور کو بالکل ختم کر دیا، آپ

ﷺ نے جاہلی عصبیت کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"قال ليس منا من دعا إلى عصبية وليس منا من قاتل على عصبية وليس منا من مات على عصبية[11]"

جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے عصبیت کے باعث قتال کیا وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت میں مبتلا ہو کر مرا وہ ہم میں سے نہیں۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لوگ اپنے ان آباؤاجداد پر فخر کرنے سے باز رہیں جو زمانہ جاہلیت میں مرگئے وہ جہنم کا کوئلہ ہیں۔اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گوبر کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائے گا۔ جو اپنے ناک سے گوبر کی گولیاں بناتا ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے تکبر اور آباؤاجداد کے فخر کو دور کر دیا ہے۔اب تو لوگ یا مومن متقی ہیں یا فاجر بدبخت اور نسب کی حقیقت یہ ہے کہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔"[12]

کسی بھی معاشرے میں فساد کی اصل جڑ عصبیت ہے اور یہ عصبیت لازم نہیں کسی ظالم وجابر شخص میں ہی موجود ہو، بلکہ بعض انتہائی متقی انسان بھی اس معاشرتی وباء کے شکار نظر آتے ہیں اور اور خاندانوں میں معاملات اسی نہج پر آکر منتج ہوتے ہیں جس سے فسادات جنم لیتے ہیں ۔البتہ شہروں میں بانسبت دیہاتوں کے ایسا کم ہوتا ہے اور دیہاتوں میں اسی بنیاد پر عزت وذلت کا انحصار ہوتا ہے۔اسلام نے اس کی نفی کیوں کی؟ وجہ ظاہر ہے انسانی تفاوت کا خاتمہ اور انسانی معیارات میں تقویٰ اصل مقصود ہے باقی سب انسان برابر ہیں۔

1.8 جذبہ تعاون وتراحم اور مساوات

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی معاشرہ کے جذبۂ تعاون وتراحم کو قائم رکھنے اور بداعتمادی وبدگمانی کو ختم کرنے کے وہ تمام طریقے ارشاد فرما دیئے جس کی طرف کوئی انسانی ذہن نہیں جاسکتا اور رسول کی اطاعت وتابعداری اور اختلافات وتنازعات سے دور رہنے کی تاکید نیز ہر کسی سے بدظنی رکھنے، کسی کی ٹوہ میں پڑنے اور غیبت کرنے، پڑوسیوں کے حقوق سلب کرنے، مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے کو گناہ کبیرہ قرار دیا اور مسلمانوں سے ہمدردی رکھنے، تعاون کرنے، مصائب ومشکلات میں مدد کرنے کو اجر عظیم کا باعث فرمایا۔اس حوالے سے آیات واحادیث کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ہدایات دی جارہی ہیں،اسی جذبہ تعاون وتراحم میں بھی اجتماعی عمل کی طرف انسان کو لایا جارہا ہے اور اس عمل میں مساوات جیسا عظیم اصول شامل ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿واطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا﴾ [13]

اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تنازع میں مت پڑو ورنہ ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو۔

معاشرے میں مساوات کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر حوالے سے علاج فرمایا یہاں تک کہ آپس میں کسی مسئلہ پر بدگمانی کی بھی ممانعت کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يآيها الذين اٰمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ۔ان بعض الظن اثم﴾[14]

اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے

اسی حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث "[15]

تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

اس بدگمانی کا علاج حسن ظن ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن حسن الظن بالله من حسن عبادة الله" [16]

حسن ظن بہترین عبادت ہے۔

حسن ظن کی بہترین عملی مثال مساوات ہے کہ تمام انسانوں کو ان کے اعمال سے ہٹ کر برابر سمجھیں تاکہ بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔

1.9 اسلامی اخوت و ہمدردی اور مساوات

اسلام میں باہمی ہمدردی و خیر خواہی اور ایثار و قربانی کا جذبہ دراصل اخلاقی تربیت کا لازمی جزو ہے۔ صحابہ کرام مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے بلا کسی نسلی امتیاز کے تمام مہاجر و انصار کو بھائی بھائی بنادیا اور یہ اخوت مساوات انسانی کا بہترین مظہر ہے۔ جس میں ایک آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ بھائی بھائی بنائے گئے اور خالد ابن رویحہ خشعمی رضی اللہ عنہ اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو رشتہ مواخات میں منسلک ہوئے۔ پھر یہ کہ تمام نے اس رشتے کو حقیقی رشتوں کی طرح نبھا کر دکھایا اور ایسی مساوات قائم کی کہ دنیا آج بھی محو حیرت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"المسلم اخوالمسلم، لايظلمه ولايسلمه، ومن كان فی حاجة اخيه كان الله فی حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة، ومن سترمسلماستره الله يوم القيامة"۔[17]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے کنارہ کرتا ہے اور جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہے اللہ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے اور جس نے کسی مسلمان سے ایک دکھ ہٹایا اللہ نے اس سے روز قیامت کے دکھوں سے ایک دکھ دور کر دیا اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا اللہ نے اس پر قیامت کے روز پردہ ڈالا۔

حضور ﷺ نے معاشرتی ہمدردی اور خیر خواہی کے تمام امکانی پہلو واضح فرمائے ہیں جن سے ایک اچھی معاشرت قائم ہو سکتی ہے۔ ایسے جامع اصول و قوانین کا پابند معاشرہ ہی وحدت و مساوات اور محبت و رافت، رحم دلی و خیر خواہی، ہمدردی و غمگساری اور ایک دوسرے کی مدد و نصرت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہو سکتا ہے۔ یہی اسلامی وحدت و مساوات ہی وہ قوت و طاقت تھی، جس کے سامنے دشمن کی کوئی فوج نہ ٹک سکی۔ رفیق العظم اپنی کتاب "اشہر مشاہیر الاسلام فی الحرب والسیاسیہ" میں لکھتے ہیں:

"اسی مساوات اسلامی کا اثر تھا کہ غزوئہ موتہ میں ایک آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار اعظم بنائے گئے اور مرض الوفات میں رسول اللہ ﷺ نے جو لشکر روانہ فرمایا تھا اسکے سپہ سالار سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے، جن کے ماتحت ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت تمام کبار صحابہ تھے۔ یہی اسلامی مساوات کارفرما تھی کہ فتح مکہ کے دن سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان توحید دی۔ اسی اسلامی وحدت و مساوات کو دل سے قبول کرنے کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! میں ایک قریشی انسان ہوں اور تمہارا کوئی بھی فرد جو تقویٰ میں مجھ سے فائق ہو خواہ سرخ ہو یا سیاہ میں اس جیسا بننا پسند کروں گا۔"[18]

1.10 انسانی برادری میں مساوات

اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے سب سے پہلے انسانوں کے بنائے ہوئے عدم مساوات اور ظلم پر مبنی قوانین کو ختم کیا۔ انسانی معاشرے کے درمیان مساوات اور انسانی حقوق میں سب کی بلا تمیز شرکت اسلام کا ایک اہم انقلابی قدم تھا جس نے دنیا کی سوچ تبدیل کر کے رکھ دی۔ اسلام سے پہلے کے معاشروں اور تہذیبوں کا جائزہ لیں تو ان میں انسانی طبقات کے درمیان غیر مساویانہ منظر واضح نظر آتا ہے۔ یہود جو خود کو دنیا میں فضیلت والے انسان سمجھتے تھے ان کے خود ساختہ قوانین ہی انسانیت کی تذلیل پر مبنی تھے۔ انہی کے زیر سایہ رومن تہذیب نے سماج کو درج ذیل تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلے نمبر پر امراء جنھیں بغاوت کے علاوہ کسی جرم میں سزائے موت نہیں دی جاسکتی تھی۔ دوسرے نمبر پر متوسط طبقہ جسے غیر معمولی جرم میں سزائے موت دی جاسکتی ہے۔ تیسرے نمبر پر نچلا طبقہ جس کے افراد کو معمولی جرائم میں قتل کر دیا جاتا تھا اور بعض اوقات زندہ آگ میں جھونک دیا جاتا تھا۔

ہندوستان میں بھی طبقاتی امتیاز عروج پر تھا۔ ہندی سماج نے انسان کو چار طبقات برہمن، کھشتری، ویش اور شودر میں تقسیم کر دیا۔ عرب میں قبائلی تعصب اور جتھ بندی بڑی سخت تھی۔ اس عصبیت کی وجہ جاہلی مزاج تھا۔ بعض خاندان دوسرے خاندانوں کے ساتھ رسوم و عادات میں شرکت پسند نہیں کرتے تھے۔ مناسک حج میں قریش عام حجاج سے الگ تھلگ رہتے تھے۔

اسلام نے مساوات کا یہ عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ کسی کی عزت و شرافت کا معیار اس کی قوم، اس کا قبیلہ یا وطن نہیں بلکہ تقوی ہے۔ سب لوگ ایک مرد و عورت یعنی حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) سے پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالی نے مختلف قبیلے خاندان یا قومیں اس لیے نہیں بنائیں کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتائیں؛ بلکہ ان کا مقصد صرف پہچان ہے۔ اسلام نے ساری انسانیت کی عزت افزائی کی اور بلا تفریق نسل و زبان کے انسان کو تکریم کا تاج عطا کیا۔ ارشاد ہوا:

﴿ولقد کرمنا بنی أدم وحملناهم فی البر والبحر ﴾[19]

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور انھیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں۔

انہی اسلامی تعلیمات کی وجہ سے متعصب عرب کے لوگ عاجز اور بھائی بھائی بن گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سارے انسانوں کو اللہ کا کنبہ قرار

دیا،ارشاد نبوی ﷺ ہے: "الخلق عيال الله-"[20]

انسانی برادری میں مساوات اور عالمگیر اخوت کا نعرہ اسلام نے دیا بلکہ اس کو عملی شکل میں دنیا میں رائج بھی کیا۔یہی وجہ تھی پوری اسلامی تاریخ میں آزاد کردہ غلاموں نے جو علمی و فکری کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں،وہ صرف مسلمانوں کا ہی حصہ ہیں۔آج جس جمہوریت اور مساوات کا دنیا میں ڈنکا بج رہا ہے وہ سراسر اسلام کی مرہون منت ہے، جسے اسلام نے دنیا کو عطا کیا۔ جبکہ دوسری طرف مغربی ممالک کے یہاں طبقاتی اور نسلی تفریق آج بھی پائی جاتی ہے۔ خصوصا گورے اور کالے کا نسلی امتیاز ان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(2)اسلامی نظریہ مساوات کے عملی مظاہر

اسلامی تعلیمات نے مساوات انسانی کی ناصرف تعلیم دی بلکہ اس کے عملی مظاہر بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں۔اسلامی نظریہ مساوات کے تمام عملی مظاہر دنیا میں معاشرتی امن عامہ کے قیام کے لیے آج بھی مشعل راہ ہیں۔اسی لیے اسلامی معاشرتی قوانین ہوں یا سیاسی و معاشی اصلاحات، مذہبی رواداری کے اصول ہوں یا اخلاقی قوانین،انصاف پر مبنی فیصلے ہوں یا عدل اجتماعی کا نفاذ، نسلی امتیازات کا خاتمہ ہو یا مذہبی تفرقہ بازی کا حل یہاں تک کہ انسانی حقوق میں عدم مساوات کا خاتمہ ہو یا صنفی مساوات کا حل، غرض اسلام دنیا کے ہر طبقے کے لئے بلا تفریق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اسلامی نظریہ مساوات کے عملی مظاہر قرآن،حدیث اور حیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی روشنی میں درج ذیل ہیں:

2.1قرآن کی روشنی میں مساوات کے مظاہر

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف آیات میں مساوات پر بہت زیادہ دلائل دیئے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

I.عبادات میں مساوات

اسلام میں مساوات کی بہترین مثال نماز باجماعت ہے جس میں بغیر کسی امتیاز کے ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جاتی ہے۔قرآن کی درج ذیل آیت اس کی وضح دلیل ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ واقيموا الصلٰوة واٰتوا الزكٰوة واركعوا مع الركعين﴾[21]

اور نماز قائم کرو اور زکٰوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

روزے میں بھی اللہ نے گذشتہ مذاہب اور اسلام کو برابر قرار دے کر باقی رکھا،اس حکم ربانی میں عمل کے اعتبار مرد و عورت سب برابر ہیں۔

﴿يٰايها الذين اٰمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب علي الذين من قبلكم ﴾[22]

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

اسی طرح زکٰوۃ، حج، تزکیہ نفس اور دیگر عبادات میں مساوات کی ناصرف تعلیم دی ہے بلکہ آج تک عملاً اس کی صورت بالکل واضح دنیا میں موجود ہے۔

II. احکامات میں مساوات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو راہ راست پر رکھنے کے لیے احکامات دیئے۔ ان احکامات پر عمل کرنے میں مرد عورت، امیر غریب اور جوان بوڑھے سب برابر ہیں۔ سورۃ التوبہ کی مندرجہ ذیل آیت میں اعمال کے لحاظ سے اللہ نے مردوں اور عورتوں کو برابر حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿والمؤمنون والمؤمنٰت بعضهم اولياء بعض ۘ يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلٰوة ويؤتون الزكٰوة ويطيعون الله ورسوله﴾[23]

اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

فیصلے اور حکم میں بھی امتیازات اللہ کو پسند نہیں ہے۔ دراصل معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام کے لئے مساوات کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ جب تک منصف کے سامنے مدعی اور مدعیٰ علیہ برابر نہیں ہوں گے، نہ عدل ہوگا اور نہ ہی انصاف۔

﴿ واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل ﴾[24]

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل (مساوات) کے ساتھ فیصلہ کرو۔

اسی لیے اسلامی نظام عدل میں مساوات بنیادی اصول کی حیثیت سے شامل ہے۔

III. معاملات میں مساوات

انسانی معاملات میں سب سے زیادہ اہمیت حقوق کی ہے اور ان حقوق میں قرآن بار بار جس کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ حقوق العباد ہیں پھر ان حقوق العباد میں میاں اور بیوی کے حقوق سب سے اہم ہیں، قرآن میں اللہ رب العزت بیویوں کے حقوق میں مساوات کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ مساوات قائم نہ کرنے کی صورت میں ایک سے زیادہ نکاح سے منع کرتا ہے۔

﴿فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنٰى وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة ﴾[25]

پس تم ان عورتوں سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے، ہاں! اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ تم ان بیویوں کے درمیان مساوات قائم نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔

IV. عقوبات میں مساوات

اسلام نے جہاں حقوق کی بات میں مساوات کا حکم دیا ہے وہاں حقوق کے سلب کرنے پر مرد و عورت، امیر و غریب اور چھوٹا بڑا سب عقوبات میں بھی برابر ہیں۔ یہ نہیں کہ عورت قاتل ہو تو اسے سزا نہ ملے مگر وراثت مل جائے اسی طرح عورت اگر چوری کرے گی تو اس پر بھی حد جاری کی جائے گی۔ اسلام عورت پر ظلم نہیں کرتا بلکہ تمام حقوق میں، جزا و سزا میں مردوں کے برابر عورت کو حیثیت دیتا ہے یہ آیت اس

بات پر دلالت کرتی ہے:

﴿یٰٓایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان﴾[26]

اے ایمان والو! جو لوگ جان بوجھ کر ناحق قتل کر دیے جائیں ان کے بارے میں تم پر قصاص کا حکم فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ہی کو قتل کیا جائے، پھر اگر قاتل کو اس کے بھائی یعنی مقتول کے وارث کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے تو معروف طریقے کے مطابق خوں بہا کا مطالبہ کرنا وارث کا حق ہے، اور اسے خوش اسلوبی سے ادا کرنا قاتل کا فرض ہے۔

اسی طرح چوری، زنا، قذف، ارتداد، حرابہ اور توہین رسالت کی سزاؤں میں سب برابر ہیں۔ اسلام کی نگاہ میں عورت اور مرد بحیثیت انسان اور بحیثیت مکلف سب برابر ہیں۔

V. معاہدات میں مساوات

اسلام نے معاہدات میں عدل و مساوات کی تلقین کی ہے اور کسی ایک طرف جھک جانے سے منع فرمایا ہے۔ چاہے وہ معاملہ گواہی کا ہو یا پھر دو فریقوں کے درمیان صلح کا معاملہ ہو، انتہائی عدل و مساوات سے معاملہ کو حل کیا جائے، جیسا کہ اس آیت ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

﴿یٰٓایھا الذین اٰمنوا کونوا قوٰمین لله شهداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا﴾ [27]

اے ایمان والو! ایسے بن جاؤ کہ اللہ کے احکام کی پابندی کے لیے ہر وقت تیار ہو اور انصاف کی گواہی دینے والے ہو، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصافی کرو۔ مساوات سے کام لو۔

VI. مظاہر فطرت سے مستفید ہونے میں مساوات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لاتعداد نعمتوں سے نوازا اور ان تمام قدرتی اور فطری نعمتوں کے استعمال میں تمام انسان برابر ہیں جیسا کہ تمام انسان سورج کی حرارت سے فائدہ اٹھاتے ہیں، چاند، ستاروں اور سیاروں کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں۔ پہاڑ، سمندر، دریا اور ندی و نالوں سے تمام انسان برابر مستفید ہوتے ہیں، اسی طرح موسموں سے بھی سب برابری کی سطح پر مستفید ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کی نعمتیں تمام انسانیت کے لیے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وما بکم من نعمة فمن الله ثم إذا مسکم الضر فإلیه تجأرون﴾[28]

اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں، سب اللہ کی طرف سے ہیں۔

VII. انسان کی بنیادی ضروریات اور مساوات

انسان کی بنیادی ضروریات جیسا کہ خوراک، پانی، ہوا، لباس، روشنی، گھر اور نکاح میں سب کے اندر برابری پائی جاتی ہے۔ ہر انسان کو اللہ نے

عزت بخشی اور اس کے لیے پاک رزق کا انتظام فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ولقد كرمنا بني آدم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات﴾ [29]

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور انھیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں۔

اسی طرح نفسیاتی، جنسی، نظریاتی اور مذہبی ضروریات بھی سب انسانوں کی ایک جیسی ہی ہیں۔

VIII. اخروی زندگی اور مساوات

تمام انسانوں کو قیامت کے دن برابر کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت عدل ہے کہ قیامت کے دن سب انسانوں سے حساب کتاب بلا امتیاز رنگ و نسل اور بلا تفوق انسانی برابری کی سطح پر ہوگا۔ تمام نیک لوگوں کو جنت ملے گی اور تمام گناہگار انسان جہنم میں جائیں گے۔ یوم حشر میں تمام انسانوں کو ایک ہی وقت میں زندہ کیا جائے گا اور ایک ہی وقت میں میدان حشر میں لایا جائے گا۔ ایک ہی ترازو پر سب کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ یعنی انسانی مساوات کو قائم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کے پیش نظر فرماتے ہیں:

﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات إنا لا نضيع أجر من أحسن عملا﴾ [30]

البتہ جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے نیک عمل کیے، تو یقیناً ہم ایسے لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو اچھی طرح عمل کریں۔

نیکی اور بدی کے جزا و سزا میں بھی کوئی انسانی تمیز روا نہیں رکھی گئی بلکہ لفظ "من" نے آیت کے عموم کو واضح کر دیا کہ اعمال صالحہ کسی خاص طبقہ انسانی کے لیے نہیں ہیں اسی لیے یوم حشر میں بھی مساوات کے تحت حساب کتاب ہوگا۔

2.2 سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں مساوات کے عملی مظاہر

قرآن مجید کی تشریح اور دین پر عملی طور پر عمل پیرا ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی مسلمانوں کے لیے تاقیامت نمونہ ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نا صرف مسلم بلکہ غیر مسلم کے لیے بھی مشعل راہ ہے۔ تاریخی مطالعہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ایسے بہت سے مستشرق گزرے ہیں جنھوں نے اسلام کے نظام حیات میں سے خامیاں تلاش کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، لیکن اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی سے مرعوب نظر آتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے انسانی مساوات کا ایسا عملی مظاہرہ پیش کیا کہ عرب کی تہذیب ہی بدل گئی۔ ایسی بہت سی مثالوں میں سے چند عملی مظاہر درج ذیل ہیں:

1) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک جماعت پیش ہوئی۔ جو ننگے پیر اور ننگے بدن تھی جو چیتے کی گل کی طرح کا صوف یا عبا پہنے ہوئے تھے اور تلواریں حمائل تھیں۔ ان میں زیادہ تر قبیلہ نضر کے لوگ تھے۔ ان کے چہروں سے فاقہ کشی کی حالت ٹپکتی تھی۔ ان کی حالت زار دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آذان دیں۔ جب سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جمع ہوئے تو حجرہ میں داخل ہوئے۔ پھر باہر تشریف لا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے سامنے سورۃ النساء اور سورۃ الحشر کی آیات تلاوت فرمائیں۔ جن کا مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو خواہ وہ امیر و کبیر ہوں یا فقیر و صغیر ایک انسان

حضرت آدم سے پیدا کیا۔ لھذا تمام اولاد آدم برابر ہو اور آپس میں بھائی بھائی ہو اور انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے اور انسان کو ڈرنا چاہیے۔[31]

2) ایک مرتبہ بنو مخزوم کی ایک معزز گھرانے کی ایک فاطمہ نامی عورت نے چوری کی مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ قریش اپنی عزت کے پیش نظر چاہتے تھے کہ اس کو سزا نہ ملے مختلف اصحاب اور پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سفارش کروائی گئی۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ "بنی اسرائیل اس وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ بااثر آدمیوں کے معاملے میں نرمی برتتے اور غرباء کے معاملے میں سختی کر کے انہیں سزا دیتے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"۔[32]

3) غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی صفوں کو درست فرما رہے تھے، آپ ﷺ کے دست مبارک میں تیر تھا جس سے آپ اشارہ کرتے جاتے، صف سیدھی کرتے ہوئے جب آپ ﷺ سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ صف کی سیدھ سے نکلے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کے پیٹ کو تیر سے چوکا دیا، اور فرمایا: اے سواد! برابر ہو جاؤ۔ سواد بول اٹھے: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچائی، حالانکہ رب العالمین نے آپ کو حق اور انصاف دے کر مبعوث فرمایا ہے، لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ سے بدلہ لوں! یہ سنتے ہی آپ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھول دیا، اور فرمایا: بدلہ لے لو! حضرت سواد رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی گردن مبارک سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔[33]

4) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگ اپنے غلاموں کو حقیر نہ سمجھیں، بلکہ جو خود کھائیں وہی ان کو بھی کھلائیں، جو خود پہنیں ان کو بھی پہنائیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: "فمن کان اخوہ تحت یدہ، فلیطعمہ مما یاکل، ولیلبسہ مما یلبس، ولا تکلفوھم ما یغلبھم، فان کلفتموھم فاعینوھم۔" جس کا بھائی اس کے قبضے میں ہو، اس کو چاہئے کہ جو خود کھائے اسے کھلائے، جو خود پہنے اسے پہنائے، اور اس کو تم اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف مت دو، اگر کوئی مشکل کام سپرد کرو تو اس کی مدد کرو۔"

احادیث مبارکہ میں جو بھی احکام ہیں وہ صرف حکم کی حد تک نہیں بلکہ اس کا عہد صحابہ میں عملی نمونہ بھی موجود ہے۔

5) رسول اللہ ﷺ نے اپنے میزبان کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے میدان میں ایک مسجد تعمیر کی، جس کی تعمیر کا پہلا پتھر آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے باری باری اپنے پتھر رکھے یہ حضرات خود ہی مزدور تھے اور خود ہی معمار۔ وفاء الوفاء کی ایک روایت کے مطابق اس وقت اس مسجد کی تعمیر کی تکمیل نہ ہوئی تھی بلکہ قیام مدینہ کے زمانے میں آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لائے اور مسجد کی تعمیر کی تکمیل فرمائی بہر حال تعمیر کی تکمیل نا صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے خود کی بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس کی تعمیر میں شامل تھے۔[34]

اسی طرح کے واقعات غزوہ بدر، غزوہ خندق، فتح مکہ، غزوہ تبوک اور دیگر مواقع پر بہت کثرت سے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

2.3 خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مساوات کے عملی مظاہر

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت کے لئے منتخب ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے ہی خطبے میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ ہر شخص اپنے بنیادی حقوق میں یکساں مستحق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کمزور میرے نزدیک طاقت ور ہے۔ جب تک میں اس کا حق اس تک نہ پہنچادوں اور تم میں کا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق وصول نہ کرلوں۔ یہ فرمان اسی احساس کا مظہر تھا کہ شریعت محمدی میں ہر کسی کا جان و مال اور عزت یکساں محترم ہے، پھر پورے دور صدیقی میں اس فرمان پر پورا پورا عمل ہوا۔[35]

حقوق انسانی کی یکساں فراہمی اسلامی حکومت کے اہداف میں سے بنیادی ہدف ہے ان اہداف کے حصول کے لیے بنیادی اصول میں شورائیت، عدل، مساوات اور آزادی اظہار رائے شامل ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت سے اپنے خطاب میں ان اساسیات اور بنیادوں کا اظہار کیا۔ جو اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومت کے قیام میں اساسی ستون ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اصول مساوات پر کاربند ہونے کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1) آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں، لیکن تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر اچھا کروں تو مجھ سے تعاون کرو اور اگر کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کردو، تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے، جب تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلا دوں، اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کرلوں۔[36]

2) آپ رضی اللہ عنہ بیت المال سے لوگوں پر خرچ کرتے تو اس میں جو کچھ ہوتا لوگوں کو برابر برابر دیتے۔ مقام سخ پر میں آپ کا بیت المال معروف تھا، وہاں کوئی پہرے دار نہیں ہوتا تھا۔ آپ سے لوگوں نے عرض کیا: بیت المال پر پہرے دار مقرر کرلیں۔ آپ نے فرمایا: کوئی خوف نہیں۔ لوگوں نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا: اس پر تالا لگا رہتا ہے۔ اور آپ جو کچھ ہوتا لوگوں میں تقسیم کردیتے۔[37]

3) آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عطیات کی تقسیم برابری سے ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے گفتگو کی اور فرمایا: کیا آپ، جنہوں نے دونوں ہجرتیں کیں اور دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، ان میں اور ان لوگوں کے درمیان جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے برابری کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ سب انہوں نے اللہ کے لئے کیا ہے، اس کا اجر و ثواب ان کو اللہ تعالیٰ دے گا اور بلاشبہ مسافر کی زادراہ ہے۔[38]

2.4 خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور مساوات کے عملی مظاہر

خلفاء راشدین کے دور میں مساوات کے اصول کی تنفیذ کسی ایک معاملہ پر منحصر نہ رہی، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مخصوص معاشرتی احوال میں اس کا نفاذ تاریخ کے شاندار ابواب کا حصہ ہیں یہاں تک کہ ان کی مثال خادم و مخدوم میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ حضرت عمر کے دور کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

1)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حج کرنے گئے۔ صفوان بن امیہ ان کے کھانا پکایا، وہ(صحابہ کے لئے)ایک برتن میں کھانا چار آدمی اٹھا کر لائے، کھانا سب کے سامنے رکھا گیا، سب کھانا کھانے لگے اور خادم کھڑے رہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم انہیں اپنے سے دور رکھتے ہو؟ سفیان بن عبد اللہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم: ایسا نہیں ہے اے امیر المومنین! البتہ خود کو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عمر سخت غصہ ہوئے اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، اپنے خادموں پر خود کو ترجیح دیتے ہیں(یعنی پہلے خود کھاتے ہیں پھر ان کو کھلاتے ہیں)اللہ ان کے ایسا ہی کرے۔ پھر خادموں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: تم لوگ بھی بیٹھو اور کھاؤ، چنانچہ خادم بھی بیٹھ گئے اور کھانا کھانے لگے۔[39]

2)عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جب آزر بائیجان گئے تو انہیں ضیافت میں حبیص(ایک قسم کی مٹھائی ہے)پیش کی گئی، جب آپ نے اسے کھایا تو بہترین پایا اور کہا: اگر اسی طرح امیر المومنین کے لئے بنایا جاتا تو بہتر ہوتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دو بڑی ٹوکری بھر کر مٹھائی تیار کروالی، پھر اسے دو آدمیوں کے ساتھ اونٹ پر لاد کر امیر المومنین کے پاس بھیج دیا گیا، جب دونوں اسے لے کر آپ کے پاس آئے اور کھولا تو آپ نے پوچھا: یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میٹھائی ہے، پھر آپ نے اسے چکھا، اور اسے میٹھا پایا۔ آپ نے پوچھا: کیا سارے مسلمان اپنے گھر میں اسی سے شکم سیر ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب ایسی بات ہے تو ان دونوں ٹکریوں کو واپس لے جاؤ۔ پھر آپ نے عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا: "حمد و صلوۃ کے بعد! یہ نہ تیرے باپ کی کوشش سے ہے نہ تیری ماں کی کوشش سے، تم اپنے گھر میں جس چیز سے شکم سیر ہوتے ہو اسی سے مسلمانوں کو شکم سیر کرو"[40]

3)حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے، مدینہ کو ایسے وقت میں پانی کی سخت ضرورت تھی جب کہ زمین سے ریت اور دھول اڑ رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر قسم کھالی کہ پنیر، دودھ اور گوشت وغیرہ اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک کہ لوگ پہلی جیسی زندگی نہ پالیں۔ اتفاق سے بازار میں گھی کا ایک ڈبہ اور دودھ کی ایک مشک آئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے چالیس درہم میں ان دونوں کو خرید لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور کہا: اے امیر المومنین! اللہ نے آپ کی قسم کو پورا کر دیا اور ثواب کو بڑھا دیا۔ بازار میں دودھ کی ایک مشک اور گھی کا ایک ڈبہ آیا تھا ہم نے اسے چالیس درہم میں خرید لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے دونوں کو خرید کر حد سے تجاوز کیا ہے، ان دونوں کو صدقہ کر دو، مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ کسی چیز کے کھانے میں اسراف کروں اور کہا: مجھے رعایا کی حالت کیسے معلوم ہو سکتی ہے جب تک کہ میں بھی اس مصیبت سے نہ گزروں جس سے وہ گزر رہے ہیں۔[41]

4)حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب مصر کے گورنر تھے تو ان کے بیٹے نے ایک غیر مسلم کو ناحق سزا دی، جب یہ فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں گیا تو انہوں نے گورنر کے بیٹے کو سر عام سزا دلوائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: "متی استعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احرارا" تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھ لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنم دیا تھا۔"[42]

5) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایک دفعہ قبیلہ بکر بن وائل کے آدمی نے حیرہ نامی بستی کے ایک شخص کو قتل کر دیا، تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ نے حکم دیا کہ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کیا جائے۔ اگر وہ چاہیں قتل کر دیں ورنہ معاف کر دیں۔ چنانچہ وہ مقتول کے وارث کو دے دیا گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔"[43]

2.5 خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور مساوات کے عملی مظاہر

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مساوات حکومتی اصول کی شکل میں نافذ العمل رہا، جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1) ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ایک خادم پر کسی وجہ سے ناراض ہوئے اور گوشمالی کر دی۔ اس کی وجہ سے رات کو آپ کو نیند نہ آئی یہاں تک کہ اس خادم کو آپ نے اپنے پاس بلایا، اور اس کو حکم دیا کہ وہ اپنا بدلہ لے، اور ان کے کان کی گوشمالی کرے، خادم نے شروع میں انکار کیا، لیکن جب دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس پر بضد ہیں تو اس کے بدلے میں ان کے کان کی گوشمالی کی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نیند آئی[44]۔

2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں حضرت عبید اللہ بن عمر کے قتل کا فتویٰ دے دیا گیا تھا، کیونکہ انہوں نے ہرمزان، جفینہ اور ابولولو کی بیٹی کو اس شبہ میں قتل کر دیا تھا کہ شاید وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں شریک تھے۔[45]

3) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں میں ابن شاس جذامی نے شام کے کسی علاقے میں ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، معاملہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنے پر آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی مداخلت پر آپ نے ایک ہزار دینار دیت مقرر کی۔[46]

2.6 خلافت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور مساوات کے عملی مظاہر

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی مساوات کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ مکمل طور پر منہج نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے اور آپ کی سیاست مساوات کے اصول کی شاندار عملی مثالیں پیش کرتی ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1) قاضی شریح کا بیان ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ میں آگے بڑھے تو اتفاق سے آپ کی غائب ہوگئی، جب لڑائی ختم ہوئی تو آپ کو فہ لوٹ گئے، ایک مرتبہ بازار میں ایک یہودی کو وہ زرہ فروخت کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے اس یہودی سے کہا: اے یہودی یہ زرہ میری ہے، نہ میں نے اسے کسی کو فروخت کیا ہے اور نہ ہی ہبہ کی ہے۔ یہودی نے کہا: یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: تب چلو اس سلسلے میں قاضی سے فیصلہ کراتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں قاضی کے پاس گئے، حضرت علی نے دعویٰ پیش کیا، قاضی نے کہا آپ کے پاس کوئی دلیل یا شہادت ہے تو پیش کریں، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، قنبر، حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بطور گواہ پیش کیا: قاضی نے کہا: بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں معتبر نہیں۔ یہودی نے کہا: امیر المومنین نے میرا معاملہ اپنے قاضی کے سامنے پیش کیا اور اس نے ان کے خلاف فیصلہ صادر کیا؟ اس بات پر اس نے اسلام قبول

کیا۔ یہ مساوات کی عملی مثال ہے جس پر یہودی بھی مسلمان ہو گیا۔[47]

2) عوام الناس کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کرنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا طرز عمل اپناتے، کسی اعلیٰ کو ادنی پر، عربی کو عجمی پر ہر گز فوقیت نہ دیتے۔ "ایک مرتبہ دو عورتوں کو آپ رضی اللہ عنہ نے برابر برابر کھانا اور چند دراہم دیئے، ان میں سے ایک عربی تھی اور ایک عجمی۔ عربی خاتون نے کہا: میں ایک عربی خاتون ہوں اور یہ عجمی ہے۔ پھر بھی برابری؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے جوب دیا: اللہ کی قسم میں اس مال میں بنو اسماعیل کے لئے بنو اسحاق پر کوئی فضیلت و برتری نہیں جانتا۔[48]"

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرب اور قریش کے اشراف نے وظائف اور عطیات میں غلاموں اور عجمیوں پر اپنی فوقیت و ترجیح کا مطالبہ کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہر گز نہیں، اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا، اگر میرا اپنا مال ہوتا تب بھی میں سب کے درمیان برابری کرتا، تو بھلا اس مال میں کیسے نہ کروں جب کہ یہ انہی کا مال ہے[49]"

نتائج بحث:

مقالہ ھذا سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. انسان کی تخلیق، دنیا میں تشریف آوری، تمام لوگوں کا ایک حضرت و آدم سے حوا سے پیدا ہونا اور تمام انسانوں نے اس دنیا سے قبر میں جانا ہے، سے مساوات ظاہر ہوتی ہے۔
2. اللہ تعالی نے تمام انسانوں کی ہدایت ور ہنمائی ایک ہی طریق سے فرما کا مساوات کو ظاہر فرمایا۔
3. اللہ تعالی نے انسان کو انفرادی و اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لیے ایک جیسی فکر عطا فرمائی۔
4. عقائد، عبادات، معاشرت اور معاملات میں سب انسان برابر ہیں۔
5. سزا اور جزا کے حوالے سے جرم کی نوعیت کے مطابق ہی سب کو برابر سزا ملے گی۔
6. تمام نیک لوگ جنت میں اور گناہ گار جہنم میں جائیں گے، یہ بھی مساوات کو ظاہر کرتا ہے۔
7. مظاہر فطرت سے بھی سب انسان برابری کی سطح پر مستفید ہوتے ہیں۔
8. قرآن و حدیث، سیرت نبوی اور خلفائے راشدین کے سنہری عہد سے بھی مساوات کے عملی مظاہر سامنے آئے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ الحجرات، 13:49۔

2۔ ابو عیسیٰ، محمد بن عیسی، جامع الترمذی، دار الغرب الإسلامی، بیروت، لبنان، رقم الحدیث: 3955۔

3۔ النساء، 1:4۔

4۔ سورۃ الحجرات، 13:49۔

5۔ندوی، ابوالحسن علی، منصب نبوت اور اس کے علی مقام حاملین، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ص:179۔
6۔البخاری، محمد بن اسماعیل، جامع الصحیح للبخاری، باب تشبیک الاَصابع في المسجد، ج:1 رقم الحدیث:481۔
7۔آل عمران، 185:2۔
8۔المؤمنون، 115:23۔
9۔البقرۃ، 213:2۔
10۔الانبیاء، 92:21۔
11۔أبوداود، سلیمان بن الاَشعث، السجستاني، سنن ابی داؤد، دار الکتاب العربي، بیروت، لبنان، رقم الحدیث:5121۔
12۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، جامع الترمذی، رقم الحدیث:3955۔
13۔الانفال، 46:8۔
14۔الحجرات، 12:4۔
15۔البخاری، محمد بن اسماعیل، جامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:5143۔
16۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، جامع الترمذی، رقم الحدیث:3604۔
17۔البخاری، امحمد بن اسماعیل، جامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر:2442۔
18۔رفیق العظم، اشہر مشاہیر الاسلام فی الحرب والسیاسیہ، دار الرائد العربی، بیروت، لبنان، ج:3، ص:514۔
19۔الاسراء، 70:17۔
20۔البیہقی، أحمد بن الحسین، شعب الإیمان، ناشر: مکتبۃ الرشد الریاض، حدیث:4921۔
21۔البقرہ، 43:2۔
22۔البقرہ، 183:2۔
23۔التوبہ، 71:9۔
24۔النساء، 58:4۔
25۔النساء، 3:4۔
26۔البقرہ، 178:2۔
27۔المائدہ 8:5۔
28۔النحل، 53:16۔
29۔الإسراء، 17:70۔
30۔الکھف، 30:18۔
31۔المسلم، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، رقم الحدیث:356 تا احمد بن حنبل: مسند، رقم الحدیث:358۔
32۔البخاری، صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدثنا أبوالیمان، رقم الحدیث:3475۔

33۔ الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، تاریخ الطبری، ذکر واقعۃ بدر الکبریٰ، دار الفکر، بیروت، ج2، ص446۔

34۔ حکیم محمود احمد ظفر، سیرت خاتم النبیین، راحت پبلشرز لاہور، 2005ء، ص364۔

35۔ نعمانی، علامہ محمد شبلی، سیرۃ النبی ﷺ، مکتبہ المیزان ناشران و تاجران کتب، لاہور، ج2، ص84۔

36۔ ابن کثیر، الحافظ، ابو الفداء، الدمشقی، البدایہ والنہایہ، دار الریان، القاہرہ، ج6، ص،305۔

37۔ ڈاکٹر علی محمد الصلابی، سیدنا ابو بکر صدیق شخصیت اور کارنامے، مترجم، شمیم احمد خلیل سلفی، الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ مظفر گڑھ، ص215۔

38۔ الماوردی، امام ابو الحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ، ترجمہ سید محمد ابراہیم، قانونی کتب خانہ، کچہری روڈ لاہور، ص206۔

39۔ ابن الجوزی، ابو الفرج، عبد الرحمٰن بن علی بن محمد، مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ص،101۔

40۔ ابن جوزی، مناقب امیر المومنین، ص148۔

41۔ الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، تاریخ الطبری، دار الفکر، بیروت، ج4، ص98۔

42۔ اسماعیل محمد میقا، مبادي اسلام و منهجه مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ج1، ص127۔

43۔ البيهقي، السنن الكبري، كتاب النفقات، جماع أبواب تحريم القتل ومن يجب عليه القصاص ومن لا قصاص، رقم الحديث:16030۔

44۔ حمد، محمد الصمد، نظام الحکم فی عھد الخلفاء الراشدین، المؤسسة الجامعية للدراسات والنشر والتوزيع بيروت، 1994ء ص149۔

45۔ ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع، الطبقات الكبرىٰ، ج5، ص17۔

46۔ شافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس، المسند، دار الآفاق الجديدة- بيروت، 1977م، ج1، ص344۔

47۔ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الطبری،، ج6، ص76۔

48۔ حمد محمد الصمد، نظام الحکم فی عھد الخلفاء الراشدین، ص216۔

49۔ صبحی محمصانی، تراث الخلفاء الراشدین فی الفقہ الاسلامی، دار القلم دمشق،، ص101۔